ترجمۂ قرآن مجید

مع صرفی و نحوی تشریح

افادات: حافظ احمد یار مرحوم

ترتیب وتدوین: لطف الرحمٰن خان

سورۃ المائدۃ

آیات ۹۷ تا ۱۰۰

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ ؕ ذٰلِكَ
لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ اِعْلَمُوْٓا
اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا
تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ۝ قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا
اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

ترکیب: ''جَعَلَ'' کے دو مفعول آتے ہیں' کس کو بنایا اور کیا بنایا۔ یہاں ''جَعَلَ'' کا مفعول اوّل ''اَلْکَعْبَۃَ'' ہے۔ لیکن ''اَلْبَیْتَ الْحَرَامَ'' مفعول ثانی نہیں ہے' بلکہ یہ ''اَلْکَعْبَۃَ'' کا بدل ہے اور مفعول ثانی ''قِیٰمًا'' ہے۔ ''اَلشَّھْرَ الْحَرَامَ، اَلْھَدْیَ'' اور ''اَلْقَلَائِدَ'' یہ سب بھی ''جَعَلَ'' کے مفعول اوّل ہیں اور ان پر لام جنس ہے' جبکہ ان کا مفعول ثانی بھی ''قِیٰمًا'' ہے۔ ''یَسْتَوِیْ'' کا فاعل ہونے کی وجہ سے ''اَلْخَبِیْثُ'' اور ''اَلطَّیِّبُ'' حالت رفع میں آئے ہیں اور ''اَعْجَبَ'' کا فاعل ''کَثْرَۃُ'' ہے۔

ترجمہ:

جَعَلَ: بنایا	اَللّٰهُ: اللہ نے
اَلْکَعْبَۃَ: کعبہ کو	اَلْبَیْتَ الْحَرَامَ: جو یہ محترم گھر ہے
قِیٰمًا: کھڑے ہونے کا ذریعہ (معیشت میں)	لِّلنَّاسِ: لوگوں کے لیے
وَالشَّھْرَ الْحَرَامَ: اور محترم مہینوں کو (بھی)	وَالْھَدْیَ: اور قربانی کے جانوروں کو (بھی)

وَالْقَلَآئِدَ : اور پٹوں (والوں) کو (بھی)	ذٰلِكَ : یہ
لِتَعْلَمُوْٓا : اس لیے کہ تم لوگ جان لو	اَنَّ : کہ
اللّٰهَ : اللہ	يَعْلَمُ : جانتا ہے
مَا : اس کو جو	فِي السَّمٰوٰتِ : آسمانوں میں ہے
وَمَا : اور اس کو جو	فِي الْاَرْضِ : زمین میں ہے
وَاَنَّ : اور یہ کہ	اللّٰهَ : اللہ
بِكُلِّ شَيْءٍ : ہر چیز کو	عَلِيْمٌ : جاننے والا ہے
اِعْلَمُوْٓا : تم لوگ جان لو	اَنَّ : کہ
اللّٰهَ : اللہ	شَدِيْدُ الْعِقَابِ : گرفت کا سخت ہے
وَاَنَّ : اور یہ کہ	اللّٰهَ : اللہ
غَفُوْرٌ : بے انتہا بخشنے والا ہے	رَّحِيْمٌ : ہر حال میں رحم کرنے والا ہے
مَا : نہیں ہے	عَلَى الرَّسُوْلِ : ان رسولؐ پر
اِلَّا : مگر	الْبَلٰغُ : پہنچانا
وَاللّٰهُ : اور اللہ	يَعْلَمُ : جانتا ہے
مَا : اس کو جو	تُبْدُوْنَ : تم ظاہر کرتے ہو
وَمَا : اور اس کو جو	تَكْتُمُوْنَ : تم چھپاتے ہو
قُلْ : آپؐ کہہ دیجیے	لَّا يَسْتَوِي : برابر نہیں ہوتیں
الْخَبِيْثُ : ناپاک	وَالطَّيِّبُ : اور پاکیزہ (چیزیں)
وَلَوْ : اور اگرچہ	اَعْجَبَكَ : بھلی لگے تجھ کو
كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ : ناپاک کی کثرت	فَاتَّقُوا : تو تقویٰ (اختیار) کرو
اللّٰهَ : اللہ کا	يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ : اے ہوشمندو
لَعَلَّكُمْ : شاید کہ تم لوگ	تُفْلِحُوْنَ : فلاح پاؤ

نوٹ: کسی اصول یا چیز کے معقول اور پسندیدہ ہونے کی دلیل کے طور پر اکثر سننے میں آتا ہے کہ ”یہ تو ساری دنیا مانتی ہے“ یا ”یہ بات تو بین الاقوامی سطح پر تسلیم شدہ ہے“۔ زیر مطالعہ آیت ۱۰۰ میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا کہ آپؐ اعلان کر دیجیے کہ کسی چیز کا رواج پا جانا اس کے معقول اور پسندیدہ ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ یہ ایک غلط معیار ہے جو انسانوں نے اختیار کر لیا ہے۔

جو انسان تھوڑی سی بھی سوجھ بوجھ رکھتا ہے اسے سوچنا چاہیے کہ ہندوستان کے سارے ہندو گائے کے پیشاب کو کتنا بھی پوتر یعنی پاکیزہ قرار دے لیں، پھر بھی اس کے پیشاب کی نجاست میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی۔ اسے

سوچنا چاہیے کہ اگر گائے کا پیشاب واقعی اتنا ہی پاکیزہ ہے تو پھر اس کے گوبر سے پرہیز کیوں؟ جس طرح وہ گائے کے پیشاب کو اپنے سر اور چہرے پر ملتے ہیں اسی طرح اس کا گوبر بھی مل لیا کریں۔ بالکل اسی طرح سے جوا‘ شراب‘ سود اور اس قبیل کی باقی چیزیں خواہ کتنا ہی رواج پا جائیں‘ پھر بھی ان کی خباثت اپنی جگہ برقرار رہے گی۔

آیات ۱۰۱ تا ۱۰۵

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ
الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿١٠١﴾ قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ
اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ ﴿١٠٢﴾ مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿١٠٣﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى
مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا
يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿١٠٤﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا
اهْتَدَيْتُمْ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿١٠٥﴾

س ی ب

سَابَ يَسِيْبُ (ض) سَيْبًا : پانی کا اِدھر اُدھر بہنا‘ مویشی کا آزاد پھرنا۔

سَائِبَةٌ (اسم الفاعل) : آزاد پھرنے والی۔ اصطلاحاً ایسی اونٹنی کو کہتے ہیں جسے مقدس قرار دے کر آزاد چھوڑ دیا گیا ہو۔ آیت زیر مطالعہ۔

ح م ی

حَمٰى يَحْمِيْ (ض) حَمْيًا : کسی چیز کو کسی سے روکنا‘ بچانا‘ حمایت کرنا۔

حَامٍ (اسم الفاعل) : بچانے والا۔ اصطلاحاً ایسے اونٹ کو کہتے ہیں جسے مقدس قرار دے کر آزاد چھوڑ دیا گیا ہو۔ آیت زیر مطالعہ۔

حَمِيَ يَحْمٰى (س) حُمِيًّا : کسی چیز کا بہت تیز گرم ہو جانا۔

حَامِيَةٌ (اسم الفاعل) : گرم ہونے والی۔ ﴿تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ﴿٤﴾﴾ (الغاشیة) ’’وہ گریں گے ایک جلنے والی (یعنی دہکتی ہوئی) آگ میں۔‘‘

حَمِيَّةٌ (اسم ذات) : جذبات کی گرمی کا ابال‘ جوش‘ نخوت۔ ﴿اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ﴾ (الفتح:۲۶) ’’اور جب رکھی انہوں نے جنہوں نے کفر کیا‘ اپنے دلوں میں نخوت۔‘‘

اَحْمٰى (افعال) اِحْمَاءً : کسی چیز کو خوب گرم کرنا‘ تپانا۔ ﴿يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ﴾ (التوبة:۳۵) ’’جس دن تپایا جائے گا اس کو جہنم کی آگ میں۔‘‘

ترکیب : ’’شَیْءٌ‘‘ کی جمع ’’اَشْیَاءُ‘‘ غیر منصرف آتی ہے۔ یہاں ’’اَشْیَاءَ‘‘ حالتِ جر میں ہے اور نکرہ موصوفہ

ہے۔ آگے جملہ شرطیہ ''اِنۡ تُبۡدَ لَکُمۡ تَسُؤۡکُمۡ'' اس کی صفت ہے۔ ''تُبۡدَ'' دراصل باب افعال کے مضارع مجہول میں مؤنث کا صیغہ ''تُبۡدٰی'' ہے اور ''اِنۡ'' کی وجہ سے اس کی ''ی'' گری ہوئی ہے، جبکہ ''تَسُؤۡ'' جوابِ شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم آیا ہے۔ ''سَائِبَۃٍ ، وَصِیۡلَۃٍ'' اور ''حَامٍ'' یہ سب ''مِنۡ بَحِیۡرَۃٍ'' کی ''مِنۡ'' پر عطف ہونے کی وجہ سے مجرور ہوئے ہیں اور یہ ''مِنۡ'' تبعیضیہ ہے۔ ''لَا یَضُرُّ'' کا فاعل ''مَنۡ'' ہے۔

ترجمہ:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ : اے لوگو! جو	اٰمَنُوۡا : ایمان لائے
لَا تَسۡئَلُوۡا : تم مت پوچھو	عَنۡ اَشۡیَآءَ : ایسی چیزوں کے بارے میں
اِنۡ : کہ اگر	تُبۡدَ : وہ ظاہر کر دی جائیں
لَکُمۡ : تمہارے لیے	تَسُؤۡکُمۡ : تو وہ بری لگے تم کو
وَاِنۡ : اور اگر	تَسۡئَلُوۡا : تم پوچھو گے
عَنۡهَا : ان کے بارے میں	حِیۡنَ : اس وقت کہ
یُنَزَّلُ : اتارا جاتا ہے	الۡقُرۡاٰنُ : قرآن
تُبۡدَ : تو وہ ظاہر کر دی جائیں گی	لَکُمۡ : تمہارے لیے
عَفَا : درگزر کیا	اللّٰهُ : اللہ نے
عَنۡهَا : اس سے	وَاللّٰهُ : اور اللہ
غَفُوۡرٌ : بے انتہا بخشنے والا ہے	حَلِیۡمٌ : بردبار ہے
قَدۡ سَاَلَهَا : پوچھ چکی ہے ان کو	قَوۡمٌ : ایک قوم
مِّنۡ قَبۡلِکُمۡ : تم سے پہلے	ثُمَّ : پھر
اَصۡبَحُوۡا : وہ ہو گئے	بِهَا : اس کا
کٰفِرِیۡنَ : انکار کرنے والے	مَا جَعَلَ : نہیں بنایا
اللّٰهُ : اللہ نے	مِنۡۢ بَحِیۡرَۃٍ : کسی قسم کا کوئی بحیرہ
وَّلَا سَآئِبَۃٍ : اور نہ کسی قسم کا کوئی سائبہ	وَّلَا وَصِیۡلَۃٍ : اور نہ کسی قسم کا کوئی وصیلہ
وَّلَا حَامٍ : اور نہ ہی کوئی حامی	وَّلٰکِنَّ : اور لیکن (یعنی بلکہ)
الَّذِیۡنَ : جنہوں نے	کَفَرُوۡا : انکار کیا
یَفۡتَرُوۡنَ : وہ گھڑتے ہیں	عَلَی اللّٰهِ : اللہ پر
الۡکَذِبَ : جھوٹ	وَاَکۡثَرُهُمۡ : اور ان کے اکثر
لَا یَعۡقِلُوۡنَ : عقل سے کام نہیں لیتے	وَاِذَا : اور جب بھی
قِیۡلَ : کہا جاتا ہے	لَهُمۡ : ان سے
تَعَالَوۡا : کہ تم آؤ	اِلٰی مَاۤ : اس کی طرف جو

اَنْزَلَ : اتارا	اللّٰهُ : اللہ نے
وَاِلَى الرَّسُوْلِ : اوران رسولؐ کی طرف	قَالُوْا : تووہ کہتے ہیں
حَسْبُنَا : کافی ہے ہم کو	مَا : وہ
وَجَدْنَا : ہم نے پایا	عَلَيْهِ : جس پر
اٰبَآءَ نَا : اپنے آباءواجدادکو	اَوَ : تو کیا
لَوْ : اگر	كَانَ : تھے
اٰبَآؤُهُمْ : ان کے آباءواجداد	لَا يَعْلَمُوْنَ : کہ نہیں جانتے تھے
شَيْئًا : کچھ بھی	وَّلَا يَهْتَدُوْنَ : اور نہ ہدایت پاتے تھے
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ : اے لوگو! جو	اٰمَنُوْا : ایمان لائے
عَلَيْكُمْ : تم پر(ذمہ داری) ہے	اَنْفُسَكُمْ : اپنے نفوس کی
لَا يَضُرُّكُمْ : نقصان نہیں دے گا تم کو	مَّنْ : وہ جو
ضَلَّ : گمراہ ہوا	اِذَا : جبکہ
اهْتَدَيْتُمْ : تم ہدایت پر ہو	اِلَى اللّٰهِ : اللہ کی طرف ہی
مَرْجِعُكُمْ : تم کو لوٹنا ہے	جَمِيْعًا : سب کو
فَيُنَبِّئُكُمْ : پھر وہ آگاہ کردے گا تم کو	بِمَا : اس سے جو
كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ : تم عمل کیا کرتے تھے	

نوٹ ۱: نبی اکرمﷺ خود بھی لوگوں کو کثرتِ سوال سے اور خواہ مخواہ ہر بات کی کھوج لگانے سے منع فرماتے رہتے تھے۔ ایسی ہی ایک حدیث میں ہے: ''اللہ نے کچھ فرائض تم پر عائد کیے ہیں' انہیں ضائع نہ کرو۔ کچھ چیزوں کو حرام کیا ہے' ان کے پاس نہ پھٹکو۔ کچھ حدود مقرر کی ہیں' ان سے تجاوز نہ کرو۔ اور کچھ چیزوں کے متعلق خاموشی اختیار کی ہے' بغیر اس کے کہ اسے بھول لاحق ہوئی ہو' لہٰذا ان کی کھوج نہ لگاؤ''۔ اب جو شخص مجمل کو مفصل اور غیر معیّن کو معیّن کرتا ہے' وہ درحقیقت مسلمانوں کو بڑے خطرے میں ڈالتا ہے۔ (تفہیم القرآن)

سلسلۂ وحی منقطع ہونے کے بعد بھی سوالات گھڑ گھڑ کر ان کی تحقیقات میں پڑنا یا بے ضرورت چیزوں کے متعلق سوالات کرنا مذموم ہی رہے گا' کیونکہ اس میں اپنا اور دوسروں کا وقت ضائع کرنا ہے۔ رسول اللہﷺ کا ارشاد ہے: ''مسلمان ہونے کی ایک خوبی یہ ہے کہ آدمی فضول باتوں کو چھوڑ دیتا ہے''۔ اس سے معلوم ہوا کہ بہت سے مسلمان جو فضول چیزوں کی تحقیق میں لگے رہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا کیا نام تھا اور نوح علیہ السلام کی کشتی کا طول وعرض کیا تھا' جن کا کوئی اثر انسان کے عمل پر نہیں پڑتا' ایسے سوالات کرنا مذموم ہے' جبکہ ایسے سوالات کرنے والے اکثر حضرات دین کے ضروری اور اہم مسائل سے بے خبر ہوتے ہیں۔ (معارف القرآن)

نوٹ ۲: آغازِ اسلام سے قبل یہ رواج عام تھا کہ مختلف طریقوں سے مویشیوں کو مقدس قرار دے کر آزاد چھوڑ دیا جاتا تھا۔ پھر نہ کوئی اس پر سوار ہوتا' نہ اس کا دودھ پیا جاتا' نہ اسے ذبح کیا جاتا اور نہ اس کا اُون اتارا جاتا۔ اسے

حق ہوتا کہ جس کھیت اور چراگاہ میں چاہے چرے اور جس گھاٹ سے چاہے پانی پیے۔ ایسے مویشیوں کے مختلف نام تھے۔ تقدس کی علامت کے طور پر جس اونٹنی کے کان چیر کر آزاد کرتے اسے ''بحیرہ'' کہتے۔ کوئی منت پوری ہونے پر شکرانے کے طور پر جس اونٹ یا اونٹنی کو آزاد کرتے اسے ''سائبہ'' کہتے۔ کوئی بکری اگر پہلی بار ایک نر اور ایک مادہ' جڑواں بچے دیتی تو نر بچے کو آزاد چھوڑ دیتے' اسے ''وصیلہ'' کہتے۔ جس اونٹ کا پوتا سواری دینے کے قابل ہو جاتا' اسے بھی آزاد چھوڑ دیتے' اسے ''حام'' کہتے۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ ۳: زیر مطالعہ آیت ۱۰۴ میں دوسروں کی غلطی ظاہر کرنے کا ایک مؤثر طریقہ بتلایا گیا ہے جس سے مخاطب کی دل آزاری نہ ہو۔ یوں نہیں فرمایا کہ تمہارے باپ دادا جاہل اور گمراہ تھے' بلکہ ایک سوال پر سوچنے کی دعوت دی گئی ہے کہ کیا باپ دادا کی پیروی اس حالت میں بھی معقول بات ہوگی جبکہ باپ دادا نہ علم رکھتے ہوں نہ عمل؟ پھر اگلی آیت میں دوسروں کی اصلاح کی فکر کرنے والوں کو تسلی دی گئی ہے کہ جب تم نے حق کی تبلیغ اور تعلیم کی مقدور بھر کوشش کر لی اور اس کے بعد بھی کوئی گمراہی پر جما رہے' تو تم اس کی فکر میں نہ پڑو۔ اس حالت میں دوسروں کی گمراہی سے تمہارا کوئی نقصان نہ ہوگا۔ (معارف القرآن)

آیات ۱۰۶ تا ۱۰۸

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ
مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ ۭ
تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۙ
وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ ۙ اللّٰهِ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ۝ فَاِنْ عُثِرَ عَلٰٓي اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّآ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ
يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَآ اَحَقُّ مِنْ
شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَآ ڮ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰي
وَجْهِهَآ اَوْ يَخَافُوْٓا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ
الْفٰسِقِيْنَ ۝ۧ

ح ب س

حَبَسَ يَحْبِسُ (ض) حَبْسًا : کسی کو اٹھنے یا نکلنے سے روکے رکھنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ع ث ر

عَثَرَ يَعْثُرُ (ن) عِثَارًا : پھسل جانا' بلا ارادہ کسی بات پر مطلع ہونا (لازم ہے اور عَلٰی کے صلہ کے ساتھ متعدی ہو جاتا ہے) آیت زیر مطالعہ۔

اَعْثَرَ يُعْثِرُ (افعال) اِعْثَارًا: کسی کو کسی بات پر مطلع کرنا۔ ﴿وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ﴾ (الکہف: ۲۱) ''اس طرح ہم نے اطلاع کر دی ان کی۔''

ترکیب: ''شَھَادَۃُ'' مضاف ہے' بَیۡنِ ''اس کا مضاف الیہ ہے اور ''کُمۡ'' کا مضاف بھی۔ یہ فقرہ مبتدأ ہے' اس کی خبر' اِثۡنٰنِ ذَوَا عَدۡلٍ '' ہے' اس لیے' اِثۡنٰنِ '' حالت رفع میں آیا ہے۔ درمیان میں جملہ معترضہ ہے۔ اس میں ''حَضَرَ'' کا فاعل ''اَلۡمَوۡتُ'' ہے اور اس کا مفعول ''اَحَدَکُمۡ'' ہے۔ ''اِذَا'' کی شرط ''حَضَرَ اَحَدَکُمُ الۡمَوۡتُ'' ہے اور ''حِیۡنَ الۡوَصِیَّۃِ'' جواب شرط ہے۔ ''اِنِ ارۡتَبۡتُمۡ'' کا تعلق ''تَحۡبِسُوۡنَ'' سے ہے' جبکہ ''لَا نَشۡتَرِیۡ'' کا تعلق ''یُقۡسِمٰنِ'' سے ہے۔ ''اَوۡلَیٰنِ'' صفت ہے' فَاٰخَرٰنِ'' کی۔

ترجمہ:

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ: اے لوگو جو — اٰمَنُوۡا: ایمان لائے

شَھَادَۃُ بَیۡنِکُمۡ: تمہارے مابین کی گواہی — اِذَا: جب بھی

حَضَرَ: سامنے آئے — اَحَدَکُمُ: تمہارے کسی ایک کے

الۡمَوۡتُ: موت — حِیۡنَ الۡوَصِیَّۃِ: تو وصیت کے وقت

اثۡنٰنِ ذَوَا عَدۡلٍ: دو عدل والے ہیں — مِّنۡکُمۡ: تم میں سے

اَوۡ: یا — اٰخَرٰنِ: دوسرے دو ہیں

مِنۡ غَیۡرِکُمۡ: تمہارے غیر میں سے — اِنۡ: اگر

اَنۡتُمۡ ضَرَبۡتُمۡ: تم سفر کرو — فِی الۡاَرۡضِ: زمین میں

فَاَصَابَتۡکُمۡ: پھر آن پہنچے تم کو — مُّصِیۡبَۃُ الۡمَوۡتِ: موت کی مصیبت

تَحۡبِسُوۡنَھُمَا: تم روکے رکھو گے دونوں کو — مِنۡ بَعۡدِ الصَّلٰوۃِ: نماز کے بعد سے

فَیُقۡسِمٰنِ: پھر وہ دونوں قسم کھائیں گے — بِاللّٰہِ: اللہ کی

اِنِ ارۡتَبۡتُمۡ: اگر تمہیں شبہ ہو — لَا نَشۡتَرِیۡ: (کہ) ہم نہیں خریدتے

بِہٖ: اس سے — ثَمَنًا: کوئی قیمت

وَّلَوۡ: اور اگرچہ — کَانَ: وہ ہو

ذَا قُرۡبٰی: قرابت والا — وَلَا نَکۡتُمُ: اور ہم نہیں چھپاتے

شَھَادَۃَ اللّٰہِ: اللہ کی گواہی کو — اِنَّاۤ: بے شک ہم

اِذًا: پھر تو — لَّمِنَ الۡاٰثِمِیۡنَ: ضرور گناہ کرنے والوں میں سے ہیں

فَاِنۡ: پھر اگر — عُثِرَ: مطلع کیا جائے

عَلٰی: اس پر — اَنَّھُمَا: کہ وہ دونوں

اسۡتَحَقَّاۤ: مستحق ہوئے — اِثۡمًا: گناہ کے

فَاٰخَرٰنِ: تو دوسرے دو — یَقُوۡمٰنِ: کھڑے ہوں گے

مَقَامَهُمَا : ان دونوں کے کھڑے ہونے کی جگہ پر
مِنَ الَّذِيْنَ : ان لوگوں میں سے جو
اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ : حق دار ہوا ان پر (یعنی جس کا حق دبایا گیا)
الْاَوْلَيٰنِ : زیادہ قریبی (میت کے)
فَيُقْسِمٰنِ : پھر وہ دونوں قسم کھائیں گے
بِاللّٰهِ : اللہ کی
لَشَهَادَتُنَآ : یقیناً ہماری گواہی
اَحَقُّ : زیادہ برحق ہے
مِنْ شَهَادَتِهِمَا : ان دونوں کی گواہی سے
وَمَا اعْتَدَيْنَآ : اور ہم نے زیادتی نہیں کی
اِنَّآ : بے شک ہم
اِذًا : پھر تو
لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ : ضرور ظلم کرنے والوں میں سے ہیں
ذٰلِكَ : یہ
اَدْنٰى : زیادہ نزدیک ہے
اَنْ : کہ
يَّاْتُوْا : لوگ لائیں
بِالشَّهَادَةِ : گواہی کو
عَلٰى وَجْهِهَآ : اس کے چہرے پر (یعنی ٹھیک ٹھیک)
اَوْ : یا
يَخَافُوْٓا : لوگ ڈریں
اَنْ : کہ
تُرَدَّ : رد کیا جائے
اَيْمَانٌ : (ہماری) قسموں کو
بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ : ان کی قسموں کے بعد
وَاتَّقُوا : اور تم تقویٰ (اختیار) کرو
اللّٰهَ : اللہ کا
وَاسْمَعُوْا : اور سنو
وَاللّٰهُ : اور اللہ
لَا يَهْدِى : ہدایت نہیں دیتا
الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ : نافرمانی کرنے والی قوم کو

نوٹ: یہ آیت اس وقت اتری جبکہ ایک آدمی مر گیا اور اس وقت وہاں کوئی مسلمان نہ تھا۔ شروع اسلام کا زمانہ تھا' سب شہر دار الحرب تھے' لوگ کافر تھے۔ وراثت کا کوئی قانون نہ تھا' بطور وصیت تقسیم ہوتی تھی۔ پھر وصیت منسوخ ہوگئی اور وراثت فرض ہوگئی اور لوگ قانونِ وراثت پر عمل کرنے لگے۔ (ابن کثیر)

آیات ۱۰۹ تا ۱۱۱

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ؕ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝ اِذْ
قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ
الْقُدُسِ ۣ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ

وَالۡاِنۡجِیۡلَ ۚ وَاِذۡ تَخۡلُقُ مِنَ الطِّیۡنِ کَہَیۡـَٔۃِ الطَّیۡرِ بِاِذۡنِیۡ فَتَنۡفُخُ فِیۡہَا فَتَکُوۡنُ طَیۡرًۢا بِاِذۡنِیۡ
وَتُبۡرِیُٔ الۡاَکۡمَہَ وَالۡاَبۡرَصَ بِاِذۡنِیۡ ۚ وَاِذۡ تُخۡرِجُ الۡمَوۡتٰی بِاِذۡنِیۡ ۚ وَاِذۡ کَفَفۡتُ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ عَنۡکَ
اِذۡ جِئۡتَہُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡہُمۡ اِنۡ ہٰذَاۤ اِلَّا سِحۡرٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۱۱۰﴾ وَاِذۡ اَوۡحَیۡتُ اِلَی
الۡحَوَارِیّٖنَ اَنۡ اٰمِنُوۡا بِیۡ وَبِرَسُوۡلِیۡ ۚ قَالُوۡۤا اٰمَنَّا وَاشۡہَدۡ بِاَنَّنَا مُسۡلِمُوۡنَ ﴿۱۱۱﴾

ح و ر

حَارَ یَحُوْرُ (ن) حَوْرًا : گھومنا' واپس ہونا۔ ﴿اِنَّہٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ یَّحُوْرَ﴾ (الانشقاق:١٤) ''بے شک اس نے گمان کیا کہ وہ ہرگز واپس نہیں ہوگا۔''

حَوِرَ یَحْوَرُ (س) حَوَرًا : آنکھ کی سیاہی اور سفیدی کا بہت نمایاں ہونا' آنکھ کا خوبصورت ہونا۔

اَحْوَرُ مؤنث حَوْرَاءُ ج حُوْرٌ (افعل الوان وعیوب) : خوبصورت آنکھ والا۔ ﴿وَزَوَّجْنٰھُمْ بِحُوْرٍ عِیْنٍ ﴿۵۴﴾﴾ (الدخان) ''اور ہم نے جوڑے بنا دیے ان کے خوبصورت آنکھوں والوں/والیوں سے۔''

حَاوَرَ یُحَاوِرُ (مفاعلہ) مُحَاوَرَۃً : بات کو واپس کرنا' یعنی (۱) جواب دینا (۲) نصیحت کرنا۔ ﴿قَالَ لَہٗ صَاحِبُہٗ وَھُوَ یُحَاوِرُہٗ﴾ (الکھف:٣٧) ''کہا اس سے اس کے ساتھی نے اس حال میں کہ وہ نصیحت کرتا تھا اس کو۔''

حَوَارِیٌّ (اسم نسبت) : نصیحت والا' مددگار۔ آیت زیر مطالعہ۔

تَحَاوَرَ یَتَحَاوَرُ (تفاعل) تَحَاوُرًا : باہم ایک دوسرے کی بات کا جواب دینا' گفتگو کرنا۔ ﴿وَاللّٰہُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَکُمَا ؕ﴾ (المجادلۃ:١) ''اور اللہ سنتا ہے تم دونوں کی باہمی گفتگو کو۔''

ترکیب : ''لَا عِلْمَ'' پر لائے نفی جنس ہے اور ''اَلْغُیُوْبِ'' پر لام جنس ہے۔ ''اِذْ قَالَ اللّٰہُ'' کا جملہ ''اِذْ'' سے شروع ہو رہا ہے' اس لیے اس جملہ میں جتنے مضارع آئے ہیں ان سب کا ترجمہ ماضی میں ہوگا۔ (البقرۃ:۱۱-۱۲' نوٹ:۱ دیکھیں) ''کَھْلًا'' حال ہے۔ ''وَاشْھَدْ'' کے مخاطب حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ اس کا مخاطب خود ذاتِ باری تعالیٰ بھی ہوسکتی ہے۔

ترجمہ:

یَوْمَ : جس دن	یَجْمَعُ : جمع کرے گا
اَللّٰہُ : اللہ	الرُّسُلَ : تمام رسولوں کو
فَیَقُوْلُ : پھر وہ کہے گا	مَاذَآ : کیا
اُجِبْتُمْ : جواب دیا گیا تم کو	قَالُوْا : وہ کہیں گے
لَا عِلْمَ لَنَا : کسی قسم کا کوئی علم نہیں ہے ہمیں	اِنَّکَ اَنْتَ : بے شک تو ہی
عَلَّامُ الْغُیُوْبِ : تمام غیبوں کا خوب جاننے والا ہے	اِذْ : جب

قَالَ : کہا
اللّٰہُ : اللہ نے
یٰعِیۡسَی ابۡنَ مَرۡیَمَ : اے عیسیٰؑ ابن مریم
اذۡکُرۡ : آپؑ یاد کریں
نِعۡمَتِیۡ : میری نعمت کو
عَلَیۡکَ : آپؑ پر
وَعَلٰی وَالِدَتِکَ : اور آپؑ کی والدہ پر
اِذۡ : جب
اَیَّدۡتُّکَ : میں نے تقویت دی آپؑ کو
بِرُوۡحِ الۡقُدُسِ : روح القدس سے
تُکَلِّمُ : آپؑ کلام کرتے تھے
النَّاسَ : لوگوں سے
فِی الۡمَهۡدِ : گہوارے میں
وَکَهۡلًا : اور ادھیڑ عمری کی حالت میں
وَاِذۡ : اور جب
عَلَّمۡتُکَ : میں نے علم دیا آپؑ کو
الۡکِتٰبَ : کتاب کا
وَالۡحِکۡمَةَ : اور حکمت کا
وَالتَّوۡرٰىةَ : اور تورات کا
وَالۡاِنۡجِیۡلَ : اور انجیل کا
وَاِذۡ : اور جب
تَخۡلُقُ : آپؑ بناتے تھے
مِنَ الطِّیۡنِ : گارے سے
کَهَیۡـَٔةِ الطَّیۡرِ : پرندوں کی شکل جیسا
بِاِذۡنِیۡ : میری اجازت سے
فَتَنۡفُخُ : پھر آپؑ پھونکتے تھے
فِیۡهَا : اس میں
فَتَکُوۡنُ : تو وہ ہو جاتا تھا
طَیۡرًا : اڑنے والا
بِاِذۡنِیۡ : میری اجازت سے
وَتُبۡرِئُ : اور آپؑ شفا دیتے تھے
الۡاَکۡمَهَ : پیدائشی اندھے کو
وَالۡاَبۡرَصَ : اور کوڑھی کو
بِاِذۡنِیۡ : میری اجازت سے
وَاِذۡ : اور جب
تُخۡرِجُ : آپؑ نکالتے تھے
الۡمَوۡتٰی : مردہ کو
بِاِذۡنِیۡ : میری اجازت سے
وَاِذۡ : اور جب
کَفَفۡتُ : میں نے روکا
بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ : بنی اسرائیل کو
عَنۡکَ : آپؑ سے
اِذۡ : جب
جِئۡتَهُمۡ : آپؑ لائے ان کے پاس
بِالۡبَیِّنٰتِ : واضح (نشانیاں)
فَقَالَ : تو کہا
الَّذِیۡنَ : ان لوگوں نے جنہوں نے
کَفَرُوۡا : کفر کیا
مِنۡهُمۡ : ان میں سے
اِنۡ : نہیں ہے
هٰذَاۤ : یہ
اِلَّا : مگر
سِحۡرٌ مُّبِیۡنٌ : ایک کھلا جادو
وَاِذۡ : اور جب
اَوۡحَیۡتُ : میں نے پوشیدہ پیغام بھیجا
اِلَی الۡحَوَارِیّٖنَ : حواریوں کی طرف

اَنْ : کہ — اٰمِنُوْا :تم ایمان لاؤ

بِیْ :مجھ پر — وَبِرَسُوْلِیْ :اور میرے رسول پر

قَالُوْٓا :تو انہوں نے کہا — اٰمَنَّا :ہم ایمان لائے

وَاشْھَدْ :اور آپ گواہ رہیں — بِاَنَّنَا :اس پر کہ ہم

مُسْلِمُوْنَ:فرمانبرداری کرنے والے ہیں

نوٹ ۱ : قیامت کے دن اللہ تعالیٰ رسولوں سے پوچھے گا کہ تمہاری دعوت کا کیا جواب دیا گیا تھا' تو وہ کہیں گے کہ ہمیں کچھ معلوم نہیں' غیب کا علم تو صرف آپ کو ہے۔ یہاں سوال یہ ہے کہ ہر رسول کی اُمت کے وہ لوگ جوان کی وفات کے بعد پیدا ہوئے' ان کے بارے میں تو یہ جواب صحیح ہے' لیکن وہ لوگ جو انہی کے ہاتھ پر ایمان لائے اوران کے احکام کی پیروی ان کے سامنے کرتے رہے' ان کے بارے میں یہ کہنا کیسے صحیح ہوگا' اس بات کو سمجھ لیں۔

ایک انسان کسی دوسرے انسان کے سامنے ہونے کے باوجود اس کے ایمان و عمل کی گواہی اگر دے سکتا ہے تو غلبۂ گمان کے اعتبار سے دے سکتا ہے۔ ورنہ دلوں میں نیت اور حقیقی یعنی قلبی ایمان کسی کو وحی الٰہی کے بغیر معلوم نہیں ہو سکتے اور ہر اُمت میں منافقین کے گروہ رہے ہیں۔ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہے اور احکامِ خداوندی کی پیروی کرے' انبیاء کرام علیہم السلام اوران کی اُمتیں ان کو دنیا میں مؤمن کہنے پر مجبور ہیں' خواہ وہ دل میں مؤمن مخلص ہو یا منافق۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم ظاہر پر حکم جاری کرتے ہیں' مخفی رازوں کا متولی اللہ ہے۔''

اسی ضابطہ کے تحت دنیا میں تو انبیاء کرام علیہم السلام اوران کے خلفاء اور علماء ظاہر پر حسن ظن کے مطابق کسی کے مؤمن ہونے کی گواہی دے سکتے تھے۔ لیکن آج وہ دنیا ختم ہو چکی ہے جس کا مدار ظن و گمان پر تھا۔ یہ میدانِ حشر ہے' جہاں حقائق کو آشکارا کیا جائے گا۔ اس لیے رسولوں کا یہ جواب صحیح ہے کہ ہمیں حقیقت کا کوئی علم نہیں ہے۔ (معارف القرآن سے ماخوذ)

نوٹ ۲: عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر پھانسی دی گئی تھی۔ یہ بات خلافِ واقعہ ہے' اس لیے قرآن اس کی تردید کرتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کے متعلق عیسائیوں کا جو عقیدہ ہے' وہ مطابق واقعہ ہے' اس لیے قرآن اس کی تصدیق کرتا ہے۔ لیکن ان معجزات کو دلیل بنا کر کچھ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو الوہیت کا حامل اور کچھ عیسائی انؑ کو الوہیت میں شریک قرار دیتے ہیں۔ یہ بات بھی خلاف واقعہ ہے' اس لیے قرآن اس کی بھی تردید کرتا ہے اور واضح کرتا ہے کہ وہؑ یہ معجزات اللہ تعالیٰ کی اجازت سے دکھاتے تھے۔

آیات ۱۱۲ تا ۱۱۵

اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ؕ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۞ قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ۞ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ

اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ
خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ
اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۱۵﴾

م ی د

مَادَ يَمِيْدُ (ض) مَيْدًا : ہلنا' لرزنا۔ ﴿وَاَلْقٰی فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ﴾ (النحل:۱۵)
''اور اُس نے ڈالے زمین میں کچھ لنگر (یعنی پہاڑ) کہ کہیں وہ نہ لرزے تم کو لے کر۔''

مَائِدَةٌ (اسم الفاعل) : مَائِدٌ کا مؤنث ہے۔لرزنے والی۔ پھر کھانا چنے ہوئے دسترخوان کے لیے آتا ہے' کیونکہ اس میں چنی ہوئی خوراک مہمانوں کے درمیان ہلتی رہتی ہے۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب: ''اَنْ'' پر عطف ہونے کی وجہ سے ''تَطْمَئِنَّ ، نَعْلَمَ'' اور ''نَكُوْنَ'' حالت نصب میں آئے ہیں۔ ''تَكُوْنُ'' واحد مؤنث کا صیغہ ہے۔ اس کا اسم اس میں شامل ''هِیَ'' کی ضمیر ہے جو ''مَائِدَةً'' کے لیے ہے' جبکہ ''عِيْدًا'' اور ''اٰيَةً'' اس کی خبریں ہیں۔ ''عَذَابًا'' نکرہ مخصوصہ ہے۔

ترجمہ:

اِذْ : جب	قَالَ : کہا
الْحَوَارِيُّوْنَ : حواریوں نے	يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ : اے عیسیٰ ابن مریم
هَلْ : کیا	يَسْتَطِيْعُ : قدرت رکھتا ہے
رَبُّكَ : آپؑ کا رب	اَنْ : کہ
يُّنَزِّلَ : وہ اتارے	عَلَيْنَا : ہم پر
مَآئِدَةً : ایک چنا ہوا دسترخوان	مِّنَ السَّمَآءِ : آسمان سے
قَالَ : انہوںؑ نے کہا	اتَّقُوا اللّٰهَ : اللہ کا خوف کرو
اِنْ : اگر	كُنْتُمْ : تم ہو
مُّؤْمِنِيْنَ : مؤمن	قَالُوْا : انہوں نے کہا
نُرِيْدُ : ہم چاہتے ہیں	اَنْ : کہ
نَّاْكُلَ : ہم کھائیں	مِنْهَا : اس میں سے
وَتَطْمَئِنَّ : اور مطمئن ہوں	قُلُوْبُنَا : ہمارے دل
وَنَعْلَمَ : اور ہم جان لیں	اَنْ : کہ
قَدْ صَدَقْتَنَا : آپؑ نے سچ کہا ہے ہم سے	وَنَكُوْنَ : اور ہم ہو جائیں
عَلَيْهَا : اس پر	مِنَ الشّٰهِدِيْنَ : گواہی دینے والوں میں سے
قَالَ : کہا	عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ : عیسیٰ ابن مریم نے

اَللّٰھُمَّ : اے اللہ
رَبَّنَآ : اے ہمارے ربّ
اَنْزِلْ : تو اتار
عَلَیْنَا : ہم پر
مَآئِدَۃً : ایک چنا ہوا دستر خوان
مِّنَ السَّمَآءِ : آسمان سے
تَکُوْنُ : وہ ہو جائے گا
لَنَا : ہمارے لیے
عِیْدًا : خوشی کا دن
لِّاَوَّلِنَا : ہمارے پہلوں کے لیے
وَاٰخِرِنَا : اور ہمارے پچھلوں کے لیے
وَاٰیَۃً : اور ایک نشانی
مِّنْکَ : تیری طرف سے
وَارْزُقْنَا : اور تُو عطا کر ہم کو
وَاَنْتَ : اور تُو
خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ : سب سے بہتر عطا کرنے والا ہے

قَالَ : کہا
اللّٰہُ : اللہ نے
اِنِّیْ : کہ میں
مُنَزِّلُھَا : اتارنے والا ہوں اس کو
عَلَیْکُمْ : تم پر
فَمَنْ : پھر جو
یَّکْفُرْ : ناشکری کرے گا
بَعْدُ : بعد میں
مِنْکُمْ : تم میں سے
فَاِنِّیْٓ : تو یقیناً میں
اُعَذِّبُہٗ : عذاب دوں گا اس کو
عَذَابًا : ایک ایسا عذاب
لَّآ اُعَذِّبُہٗٓ : (کہ) میں عذاب نہیں دوں گا ویسا
اَحَدًا : کسی ایک کو (بھی)
مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ : تمام جہانوں میں سے

نوٹ : مائدہ کے جس واقعہ کا ان آیات میں ذکر ہے اس سے یہ بات پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ جن شاگردوں نے حضرت عیسٰی علیہ السلام سے براہِ راست تعلیم حاصل کی تھی، وہ ان کو ایک انسان اور اللہ کا بندہ سمجھتے تھے اور ان کے وہم و گمان میں بھی اپنے مرشد کے خدا یا شریکِ خدا یا فرزندِ خدا ہونے کا تصور نہیں تھا۔ نیز یہ کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے خود بھی اپنے آپ کو ان کے سامنے ایک بندۂ بے اختیار کی حیثیت سے پیش کیا تھا۔ (تفہیم القرآن)

آیات ۱۱۶ تا ۱۲۰

وَاِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰھَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ؕ
قَالَ سُبْحٰنَکَ مَا یَکُوْنُ لِیْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ ٭ بِحَقٍّ ؕ اِنْ کُنْتُ قُلْتُہٗ فَقَدْ عَلِمْتَہٗ ؕ تَعْلَمُ
مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ ؕ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ۝ مَا قُلْتُ لَھُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِیْ
بِہٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ رَبِّیْ وَرَبَّکُمْ ۚ وَکُنْتُ عَلَیْھِمْ شَھِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْھِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کُنْتَ
اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْھِمْ ؕ وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَھِیْدٌ ۝ اِنْ تُعَذِّبْھُمْ فَاِنَّھُمْ عِبَادُکَ ۚ وَاِنْ

تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿١١٨﴾ قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ۭ لَهُمْ
جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ
الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١١٩﴾ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ ۭ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٢٠﴾

ترکیب: ''اَنْ اَقُوْلَ'' کا مفعول ''مَا'' ہے۔ ''لَيْسَ'' کا اسم اس میں ''هُوَ'' کی ضمیر ہے جو ''مَا'' کی ضمیر عائد بھی ہے اور ''بِحَقٍّ'' اس کی خبر ہے۔ ''يَوْمُ'' مضاف ہے اور آگے کا پورا جملہ ''يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ'' اس کا مضاف الیہ ہے۔ اس ترکیب کا اردو میں ترجمہ کرنا ممکن نہیں ہے' اس لیے ''يَوْمُ'' کا ترجمہ ''هٰذَا'' کی خبر کے لحاظ سے کیا جائے گا۔

ترجمہ:

وَاِذْ : اور جب
قَالَ : کہا
اللّٰهُ : اللہ نے
يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ : اے عیسیٰ ابن مریم
ءَ : کیا
اَنْتَ : آپؑ نے
قُلْتَ : کہا تھا
لِلنَّاسِ : لوگوں سے
اتَّخِذُوْنِيْ : تم بنالو مجھ کو
وَاُمِّيَ : اور میری والدہ کو
اِلٰهَيْنِ : دو الٰہ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ : اللہ کے علاوہ
قَالَ : انہوںؑ نے کہا
سُبْحٰنَكَ : تیری پاکیزگی ہے
مَا يَكُوْنُ : نہیں تھا
لِيْٓ : میرے لیے
اَنْ : کہ
اَقُوْلَ : میں کہوں
مَا : اس کو
لَيْسَ : نہیں ہے جس کا
لِيْ : مجھے
بِحَقٍّ : کوئی حق
اِنْ : اگر
كُنْتُ قُلْتُهٗ : میں نے کہا ہوتا اسے
فَقَدْ : تو یقیناً
عَلِمْتَهٗ : تو نے جان لیا ہوتا اس کو
تَعْلَمُ : تو جانتا ہے
مَا : اس کو جو
فِيْ نَفْسِيْ : میرے جی میں ہے
وَلَآ اَعْلَمُ : اور میں نہیں جانتا
مَا : اس کو جو
فِيْ نَفْسِكَ : تیرے جی میں ہے
اِنَّكَ اَنْتَ : بے شک تو ہی
عَلَّامُ الْغُيُوْبِ : تمام غیبوں کا خوب جاننے والا ہے
مَا قُلْتُ : نہیں کہا میں نے
لَهُمْ : ان سے
اِلَّا : مگر
مَآ : وہی

اَمَرْتَنِیْ :تو نے حکم دیا مجھے
اَنِ : کہ
اللّٰہَ :اللہ کی
وَرَبَّکُمْ:اور جو تمہارا رب ہے
عَلَیْھِمْ :ان پر
مَّا دُمْتُ :جب تک میں رہا
فَلَمَّا : پھر جب
کُنْتَ اَنْتَ :تو تو ہی تھا
عَلَیْھِمْ :ان پر
عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ :ہر چیز پر
اِنْ تُعَذِّبْھُمْ :اگر تُو عذاب دے ان کو
عِبَادُکَ :تیرے بندے ہیں
فَاِنَّکَ اَنْتَ :تو بیشک تُو ہی
الْحَکِیْمُ :حکمت والا ہے
ھٰذَا :یہ
یَنْفَعُ :(کہ) نفع دے گا
صِدْقُھُمْ :ان کا سچ
جَنّٰتٌ :ایسے باغات ہیں
مِنْ تَحْتِھَا :جن کے دامن میں
خٰلِدِیْنَ :ایک حالت میں رہنے والے ہیں
اَبَدًا :ہمیشہ
اللّٰہُ :اللہ
وَرَضُوْا :اور وہ راضی ہوئے
ذٰلِکَ :یہ
لِلّٰہِ :اللہ ہی کے لیے ہے
وَمَا :اور اس کی جو
وَھُوَ :اور وہ
قَدِیْرٌ :قدرت رکھنے والا ہے

بِہٖٓ :جس کا
اعْبُدُوا :تم لوگ بندگی کرو
رَبِّیْ :جو میرا رب ہے
وَکُنْتُ :اور میں تھا
شَھِیْدًا :معائنہ کرنے والا
فِیْھِمْ :ان میں
تَوَفَّیْتَنِیْ :تو نے لے لیا مجھے
الرَّقِیْبَ :نگران
وَاَنْتَ :اور تُو
شَھِیْدٌ :معائنہ کرنے والا ہے
فَاِنَّھُمْ :تو بے شک یہ لوگ
وَاِنْ تَغْفِرْلَھُمْ :اور اگر تُو بخش دے ان کو
الْعَزِیْزُ :بالادست ہے
قَالَ اللّٰہُ :کہا اللہ نے
یَوْمُ :دن ہے
الصّٰدِقِیْنَ :سچوں کو
لَھُمْ :انہی کے لیے
تَجْرِیْ :بہتی ہیں
الْاَنْھٰرُ :نہریں
فِیْھَآ :اس میں
رَضِیَ :راضی ہوا
عَنْھُمْ :ان سے
عَنْہُ :اس سے
الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ :عظیم کامیابی ہے
مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ : زمین اور آسمان کی سلطنت
فِیْھِنَّ :ان میں ہے
عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ :ہر چیز پر

نوٹ ۱: عیسائیوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ صرف عیسیٰ علیہ السلام اور روح القدس ہی کو خدا بنانے پر اکتفانہیں کیا بلکہ بی بی مریم کو بھی ایک مستقل معبود بنا ڈالا۔ بی بی مریم کی الوہیت یا قدوسیت کے متعلق کوئی اشارہ تک بائبل میں موجود نہیں ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ابتدائی تین سو برس تک عیسائی دنیا اس تخیل سے بالکل ناآشنا تھی۔ تیسری صدی عیسوی کے آخری دور میں اسکندریہ کے بعض علماء دینیات نے پہلی مرتبہ بی بی مریم کے لیے اُمُّ اللّٰہ یعنی ''مادرِ خدا'' کے الفاظ استعمال کیے۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ اُلوہیتِ مریم کا عقیدہ اور مریم پرستی کا طریقہ عیسائیوں میں پھیلنا شروع ہوا۔ ابتدا میں چرچ اسے تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں تھا اور مریم پرستوں کو فاسد العقیدہ قرار دیتا تھا۔ پھر ۴۳۱ء میں منعقد ہونے والی کونسل میں پہلی مرتبہ کلیسا کی سرکاری زبان میں بی بی مریم کے لیے مادرِ خدا کا لقب استعمال کیا گیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مریم پرستی کا جو مرض اب تک کلیسا کے باہر پھیل رہا تھا' وہ کلیسا کے اندر بھی پھیلنے لگا۔ حتیٰ کہ نزولِ قرآن کے زمانے تک ان کے مجسمے جگہ جگہ کلیساؤں میں رکھے ہوئے تھے۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ ۲: جنگ بدر کے بعد جنگی قیدیوں کے متعلق جب مشاورت ہوئی تو ایک طرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے تھی کہ ان کو قتل کیا جائے۔ دوسری طرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے تھی کہ ان کو فدیہ لے کر رہا کر دیا جائے' شاید بعد میں ان میں سے کوئی ایمان لے آئے۔ اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تقریر کی تھی جس میں آپؐ نے فرمایا کہ انسان مختلف طبیعت اور مزاج کے ہوتے ہیں۔ انبیاء میں بھی کچھ سخت مزاج اور کچھ نرم مزاج تھے۔ سخت مزاج انبیاء میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت نوح اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کی مثال دی تھی۔ حضرت نوح علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ زمین پر کوئی بسنے والا کافر مت چھوڑ۔ (نوح:۲۱ تا ۲۸) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ فرعون کے مال و دولت کو نیست و نابود کر دے۔ (یونس:۸۸) نرم مزاج انبیاء میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی مثال دی تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ جو میری پیروی کرے وہ مجھ سے ہے اور جو میری نافرمانی کرے تو پھر بھی تو غفور رحیم ہے۔ (ابراہیم:۳۶) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا زیر مطالعہ آیت ۱۱۸ میں ہے۔ (حافظ احمد یار صاحب مرحوم کے ترجمہ قرآن کیسٹ سے ماخوذ)

نوٹ ۳: عام طور پر واقعہ کے مطابق بات کو سچ اور خلافِ واقعہ بات کو جھوٹ کہا جاتا ہے' لیکن قرآن وسنت سے معلوم ہوتا ہے کہ صدق اور کذب قول اور عمل دونوں کو شامل ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو آدمی علانیہ اچھی طرح نماز پڑھتا ہے اور وہ تنہائی میں بھی اسی طرح ادا کرتا ہے تو ایسے آدمی کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ میرا سچ مچ بندہ ہے۔ (مشکوٰۃ' منقول از معارف القرآن)

✿✿✿

قرآن حکیم کی مقدس آیات اور احادیث نبویؐ آپ کی دینی معلومات میں اضافے اور دعوت و تبلیغ کے لیے شائع کی جاتی ہیں۔ ان کا احترام آپ پر فرض ہے۔ لہٰذا جن صفحات پر یہ آیات درج ہیں ان کو صحیح اسلامی طریقے کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں۔